



غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

# فرض و مستحب غسل

دین اسلام طہارت و نظافت کا دین ہے۔ اس نے زندگی کے سفر میں انسان کو کئی حوالے سے غسل کی تاکید کی ہے۔ غسل کی کئی قسمیں ہیں، مثلاً فرض و واجب، مسنون و مستحب اور مباح۔ آئیے ان سب اقسام کا تفصیلی مطالعہ کرتے ہیں، لیکن اس سے پہلے غسل کی تعریف ملاحظہ فرمائیں:

## غسل کی تعریف :

وَحَقِيقَةُ الْاِغْتِسَالِ غَسْلُ جَمِيعِ الْاَعْضَاءِ، مَعَ تَمْيِيزِ مَا لِلْعِبَادَةِ عَمَّا لِلْعَادَةِ نِيَّةً .

”حقیقت میں غسل جسم کے سارے اعضا کو اس طرح دھونے کا نام ہے کہ نیت میں یہ فرق موجود ہو کہ غسل عبادت کے لیے کیا جا رہا ہے یا عادت کے طور پر۔“

(فتح الباری: 1/360)

اب ہر قسم کے غسل کی الگ الگ وضاحت پیش خدمت ہے:

## فرض غسل :

### ① اخراج منی پر غسل :

منی کے خارج ہونے پر غسل فرض ہو جاتا ہے، خواہ وہ مجامعت کی وجہ سے ہو یا

احتلام کی بنا پر، جیسا کہ:

① فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ (المائدة 5: 6)  
 ”اور اگر تم جنبی ہو، تو غسل کرو۔“

② نیز فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا﴾ (النساء 4: 43)  
 ”ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب (مساجد میں) نہ جاؤ، حتیٰ کہ جو تم کہہ رہے ہو، اس کا تمہیں ادراک ہونے لگے، اور نہ جنابت کی حالت میں، حتیٰ کہ غسل کر لو، الا یہ کہ تم نے صرف راستہ عبور کرنا ہو۔“

یہ آیات امام بخاری رحمہ اللہ نے وجوبِ غسل کے اثبات کے لیے پیش کی تھیں، اس کے تحت شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (771-852ھ) فرماتے ہیں:  
 قَالَ الْكَرْمَانِيُّ : غَرَضُهُ بَيَانُ أَنَّ وَجُوبَ الْغُسْلِ عَلَى الْجُنْبِ مُسْتَفَادٌ مِنَ الْقُرْآنِ، قُلْتُ : وَقَدْ مَ الْآيَةِ الَّتِي مِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ عَلَى الْآيَةِ الَّتِي مِنْ سُورَةِ النَّسَاءِ لِذَقِيقَةٍ؛ وَهِيَ أَنَّ لَفْظَ الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ ﴿فَاطَّهَّرُوا﴾ فِيهَا إِجْمَالٌ، وَلَفْظَ الَّتِي فِي النَّسَاءِ ﴿حَتَّى تَغْتَسِلُوا﴾ فِيهَا تَصْرِيحٌ بِالْإِغْتِسَالِ، وَبَيَانٌ لِلتَّطْهِيرِ الْمَذْكُورِ، وَدَلَّ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿فَاطَّهَّرُوا﴾ فَاتَّسَلُوا، قَوْلُهُ تَعَالَى فِي الْحَائِضِ : ﴿وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى

يَطْهَرُنْ فَإِذَا تَطَهَّرُنْ ﴿١﴾ أَيِ اغْتَسَلْنَ اتِّفَاقًا .

”کرمانی کہتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ جنبی پر غسل کا وجوب قرآن کریم سے ثابت ہے۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں: امام صاحب نے سورہ مائدہ والی آیت کو سورہ نسا والی آیت سے پہلے ذکر کیا ہے، اس میں ایک باریک نکتہ ہے۔ وہ یہ کہ سورہ مائدہ کا لفظ ﴿فَاطْهَرُوا﴾ (طہارت حاصل کرو) مجمل ہے، جبکہ سورہ نسا کے لفظ ﴿حَتَّى تَغْتَسِلُوا﴾ (حتیٰ کہ تم غسل کر لو) میں غسل کی صراحت اور مذکورہ طہارت کی وضاحت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرمانِ باری تعالیٰ ﴿فَاطْهَرُوا﴾ کی یہی مراد ہے کہ غسل کرو، جیسا کہ حائضہ عورت کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ﴿وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهَرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ﴾ (تم ان کے قریب نہ جاؤ، حتیٰ کہ وہ طہارت حاصل کر لیں، جب وہ خوب پاک ہو جائیں) سے مراد اتفاقی طور پر یہی ہے کہ وہ غسل کر لیں۔“ (فتح الباری: 359/1)

مشہور لغوی، علامہ ابن اثیر، جزری رحمہ اللہ (544-606ھ) جنبی کی تعریف میں لکھتے ہیں:

الْجُنْبُ الَّذِي يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ بِالْجَمَاعِ وَخُرُوجِ الْمَنِيِّ .

”جنبی وہ ہے، جس پر جماعت اور منی کے خروج کی وجہ سے غسل واجب ہو جائے۔“

جائے۔“ (النهاية في غريب الحديث والأثر: 302/1)

③ ام المؤمنین، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا۔ فرمائیے کہ جب عورت کو احتلام ہو جائے، تو کیا

اس پر غسل فرض ہوتا ہے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:  
 «نَعَمْ، إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ» .

”ہاں، جب وہ پانی دیکھے۔“ (صحیح البخاری: 282، صحیح مسلم: 313)

④ سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے بہت زیادہ ندی (بوسہ یا مداعت کے باعث بلا ارادہ پیشاب کی نالی سے نکلنے والا مادہ) آتی تھی۔ میں نے اس کے خروج پر غسل کرنا شروع کر دیا۔ اس سے میری کمر میں درد نکلنے لگا۔ میں نے اس سلسلے میں جب نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَفْعَلْ، إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ، فَاغْسِلْ ذَكَرَكَ، وَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، فَإِذَا فَضَخْتَ الْمَاءَ؛ فَاغْتَسِلْ» .

”آپ غسل نہ کیا کریں، بلکہ جب ندی دیکھیں، تو اپنی شرمگاہ کو دھولیں اور نماز والا وضو کر لیں اور جب منی خارج ہو، تو پھر غسل کیا کریں۔“

(سنن أبي داود: 206، سنن النسائي: 193، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ابن خزمیہ (20) اور امام ابن حبان (193) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

⑤ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ایک حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

«إِذَا خَذَفْتَ؛ فَاغْتَسِلْ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَإِذَا لَمْ تَكُنْ خَاذِفًا؛ فَلَا تَغْتَسِلْ» .

”جب منی خارج ہو، تو غسل جنابت کریں اور جب ایسا نہ ہو، تو غسل نہ کریں۔“

(مسند الإمام أحمد: 107/1، وسنده حسن)

ان دونوں حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر احتلام محسوس ہو اور منی خارج نہ

ہو، تو غسل واجب نہیں ہوتا، لیکن اگر نیند سے بیدار ہونے پر تری محسوس ہو، لیکن احتلام کے بارے میں یاد نہ ہو، تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔ اس حکم میں مرد و زن برابر ہیں۔

⑥ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:

هُوَ الْمَنِيُّ وَالْمَذْيُ وَالْوَدْيُ، فَأَمَّا الْمَذْيُ وَالْوَدْيُ؛ فَإِنَّهُ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ، وَأَمَّا الْمَنِيُّ؛ فَفِيهِ الْغُسْلُ.

”مرد کی شرمگاہ سے خارج ہونے والے پانی (منی، مذی اور ودی) (پیشاب کے بعد نکلنے والا سفید اور رقیق مادہ) ہیں۔ مذی اور ودی خارج ہونے کی صورت میں شرمگاہ کو دھو کر وضو کر لیا جائے اور منی کے خروج پر غسل کرنا ضروری ہے۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوي: 47/1، وسندہ صحیح)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ وَالتَّابِعِينَ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ.

”اکثر اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کا یہی قول ہے، نیز امام سفیان، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ کا یہی فتویٰ ہے۔“

(سنن الترمذی، تحت الحديث: 114)

منی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

«إِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ عَلِيْظٌ أَبْيَضُ، وَمَاءُ الْمَرْأَةِ رَقِيْقٌ أَصْفَرُ».

”مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے، جبکہ عورت کا پانی پتلا زرد ہوتا ہے۔“

(صحیح مسلم: 311)

الحاصل منی خارج ہونے سے غسل فرض ہو جاتا ہے، خواہ وہ خروج جماع کرنے سے

ہو یا احتلام وغیرہ سے۔

## ② مجامعت پر غسل :

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ، ثُمَّ جَهَّدهَا، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

”جب تم میں سے کوئی عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے، پھر زور لگائے، تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔“

(صحیح البخاری: 291، صحیح مسلم: 348/87)

صحیح مسلم اور مسند احمد (348/2) میں یہ الفاظ بھی ہیں:

وَإِنْ لَمْ يَنْزِلْ. ”اگرچہ انزال نہ بھی ہو۔“

② ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ، وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ؛ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

”جب کوئی عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے اور ختنہ ختنے سے مل جائے، تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔“ (صحیح مسلم: 349)

ختنہ سے ختنہ ملنے کی مراد واضح کرتے ہوئے حافظ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَقَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَاهُ غَيَّبَتْ ذَكَرَكَ فِي فَرْجِهَا.

”علماء کرام کہتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ میں

غائب ہو جائے۔“ (شرح صحیح مسلم: 42/4)

نیز فرماتے ہیں:

وُجُوبُ الْغُسْلِ وَجَمِيعُ الْأَحْكَامِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالْجَمَاعِ؛ يُشْتَرَطُ فِيهَا تَغْيِيبُ الْحَشَفَةِ بِكَمَالِهَا فِي الْفَرْجِ، وَلَا يُشْتَرَطُ زِيَادَةُ عَلَى الْحَشَفَةِ، وَلَا يَتَعَلَّقُ بِبَعْضِ الْحَشَفَةِ وَحْدَهُ شَيْءٌ مِّنَ الْأَحْكَامِ. ”غسل کے فرض ہونے اور جماع کے متعلقہ تمام احکام کے لاگو ہونے کے لیے شرط ہے کہ مرد کا حشفہ مکمل طور پر عورت کی فرج میں غائب ہو جائے۔ نہ حشفہ سے زیادہ دخول شرط ہے، نہ حشفہ کے بعض حصے کا کسی حکم سے کوئی تعلق ہے۔“

(المجموع شرح المہذب: 133/2)

③ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حَدَّثَنِي أَبِي بْنُ كَعْبٍ، أَنَّ الْفُتْيَا الَّتِي كَانُوا يُفْتُونَ، أَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ، كَانَتْ رُخْصَةً رَخَّصَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَدْءِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ أَمَرَ بِالْإِغْتِسَالِ بَعْدُ.

”مجھے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اہل علم جو یہ فتویٰ دیتے تھے کہ پانی (غسل) پانی (خروج منی) سے ہی فرض ہوتا ہے، دراصل یہ رخصت رسول اللہ ﷺ نے ابتداء اسلام میں دی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے (دخول پر ہی) غسل کا حکم دے دیا۔“ (سنن أبی داؤد: 215، وسندہ صحیح)

④ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِعْلَمَ أَنَّ الْأُمَّةَ مُجْتَمِعَةٌ الْآنَ عَلَى وَجُوبِ الْغُسْلِ بِالْجَمَاعِ،

وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِنْزَالٌ، وَعَلَىٰ وُجُوبِهِ بِالْإِنْزَالِ كَانَ جَمَاعَةً  
مِّنَ الصَّحَابَةِ عَلَىٰ أَنَّهُ لَا يَجِبُ إِلَّا بِالْإِنْزَالِ، ثُمَّ رَجَعَ بَعْضُهُمْ  
وَأَنعَقَدَ الْإِجْمَاعُ بَعْدَ الْآخَرِينَ .

”جان لیجیے کہ اب امت مسلمہ جماع کی وجہ سے غسل کے واجب ہونے پر  
متفق ہے، اگرچہ انزال نہ بھی ہوا ہو۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت یہ کہتی تھی کہ  
غسل صرف انزال کی وجہ سے فرض ہوتا ہے، لیکن ان میں سے کچھ نے اس  
بات سے رجوع بھی کر لیا تھا اور بعد میں اس پر اجماع ہو گیا تھا۔“

(شرح صحیح مسلم : 4/36)

### ③ حیض کے بعد غسل :

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَأَعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ  
وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ  
اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (البقرة 2: 222)

”(اے نبی!) وہ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے  
کہ یہ نجاست ہے۔ حیض میں عورتوں (کے ساتھ جنسی تعلق) سے دُور رہو اور  
جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں، (جماع کی نیت سے) ان کے قریب نہ  
جاؤ۔ جب وہ غسل کر لیں، تو جیسے اللہ نے حکم دیا ہے، ان کے پاس آؤ۔ بلاشبہ  
اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

② ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ بنت ابوجہش رضی اللہ عنہا



کو استحاضہ کا خون آتا تھا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ، وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكَ؛ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَذْبَرَتْ؛ فَاغْسِلِي عَنْكَ الدَّمَ، ثُمَّ صَلِّي.»  
 ”یہ رگ کا خون ہے، حیض نہیں۔ جب آپ کو حیض آئے، تو نماز کو چھوڑ دیجیے اور جب حیض ختم ہو جائے، تو غسل کر کے نماز ادا کیجیے۔“

(صحیح البخاری: 228، صحیح مسلم: 333)

#### ④ نفاس کے بعد غسل :

حائضہ اور نفاس والی عورت کا حکم ایک ہی ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَىٰ وَجُوبِ الْغُسْلِ بِسَبَبِ الْحَيْضِ وَسَبَبِ  
 النَّفَاسِ، وَمِمَّنْ نَقَلَ الْإِجْمَاعَ فِيهَا؛ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ جَرِيرِ  
 الطَّبْرِيِّ وَآخَرُونَ.

”علماء کرام کا حیض اور نفاس کی وجہ سے غسل فرض ہونے پر اجماع ہے۔ جن

اہل علم نے اس بارے میں اجماع نقل کیا ہے، ان میں امام ابن منذر، امام

ابن جریر طبری اور دیگر شامل ہیں۔“ (المجموع شرح المہذب: 148/2)

#### ⑤ میت کا غسل :

اس غسل کے بارے میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَجِبُ عَلَى الْأَحْيَاءِ، إِذْ لَا وَجُوبَ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنَ الْوَاجِبَاتِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالْبَدَنِ.

”یہ زندہ لوگوں پر فرض ہے، کیونکہ موت کے بعد بدن کے متعلقہ واجبات میں سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی۔“ (الدراری المضية: 70/1)

① سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا رَجُلٌ وَقَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ، إِذْ وَقَعَ مِنْ رَأْسِهِ، فَأَقْصَعَتْهُ، أَوْ قَالَ: فَأَقْصَعَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ».

”ایک صحابی، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفہ میں کھڑے تھے کہ اچانک اپنی سواری سے گر گئے اور موقع پر ہی فوت ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: انہیں پانی اور پیری کے پتوں سے غسل دیں۔“

(صحیح البخاری: 1266، صحیح مسلم: 1206)

② سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی فوت

ہوئیں، تو آپ ﷺ نے صحابیات سے فرمایا:

«اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، إِنْ رَأَيْتُنَّ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ».

”انہیں پانی اور پیری کے پتوں کے ساتھ تین یا پانچ یا ضروری سمجھیں تو اس سے

بھی زیادہ دفعہ غسل دیں۔“ (صحیح البخاری: 1253، صحیح مسلم: 939)

③ امام ابن منذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَأَجْمَعُوا أَنَّ الْمَيِّتَ يُغَسَّلُ غُسْلَ الْجَنَابَةِ .

”امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ میت کو غسل جنابت کی طرح غسل

دیا جائے گا۔“ (الإجماع، ص: 42)

## مستحب غسل :

### ① قبول اسلام پر غسل :

جب کوئی کافر مسلمان ہو جائے، تو اس پر غسل کرنا مستحب ہے، جیسا کہ:

✽ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

إِنَّ ثُمَامَةَ الْحَنْفِيَّ أَسْلَمَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَغْتَسِلَ، فَاغْتَسَلَ وَصَلَّى

رَكَعَتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَقَدْ حَسَنَ

إِسْلَامَ أَخِيكُمْ» .

”سیدنا ثمامہ حنفی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، تو آپ ﷺ نے انہیں غسل کرنے کا حکم

دیا۔ انہوں نے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ اس پر آپ ﷺ نے صحابہ

کرام سے فرمایا: تمہارے بھائی کا اسلام بہترین ہو گیا ہے۔“

(مصنّف عبد الرزّاق : 318/10، ح : 19226، وسنّدہ صحیح)

اس حدیث کو امام ابن جبارود (15) اور امام ابن خزمیہ (253) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

### ② جمعة المبارک کے دن غسل :

جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے، جیسا کہ:

① سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ؛ فَلْيَغْتَسِلْ».

”جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھنے آئے، تو غسل کر کے آئے۔“

(صحیح البخاری: 877، صحیح مسلم: 844)

② سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ».

”جمعہ کے دن غسل ہر بالغ مسلمان پر واجب (مٹا کر) ہے۔“

(صحیح البخاری: 879، صحیح مسلم: 846)

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لِلَّهِ تَعَالَى عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقٌّ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةٍ

أَيَّامٍ يَوْمًا».

”اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ ہر سات دنوں میں ایک دن غسل

کرے۔“ (صحیح البخاری: 898، صحیح مسلم: 849)

ان احادیث کا معنی درج ذیل احادیث و آثار سے واضح ہو جاتا ہے:

④ ام المؤمنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ النَّاسُ يَتَنَابَوْنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِي، فَيَأْتُونَ

فِي الْغُبَارِ يُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُمْ الْعَرَقُ، فَاتَى

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ، وَهُوَ عِنْدِي، فَقَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لَيَوْمِكُمْ هَذَا».

”لوگ جمعہ کے دن اپنے گھروں اور دُور کے علاقوں سے گرد و غبار سے گزر کر آتے تھے۔ وہ گرد و غبار میں اُلے ہوتے تھے اور پسینے سے شرابور ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ اس وقت میرے پاس تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس دن کے لیے غسل کرتے (تو اچھا ہوتا)۔“ (صحیح البخاری: 902، صحیح مسلم: 847)

⑤ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے:

كَانَ النَّاسُ مَهْنَةً أَنْفُسِهِمْ، وَكَانُوا إِذَا رَاحُوا إِلَى الْجُمُعَةِ؛ رَاحُوا فِي هَيْئَتِهِمْ، فَقِيلَ لَهُمْ: «لَوْ اغْتَسَلْتُمْ».

”صحابہ کرام محنت و مزدوری کرنے والے لوگ تھے، جب وہ جمعہ کے لیے آتے، تو اپنی اسی حالت میں آتے۔ اس پر انہیں یہ فرمایا گیا کہ اگر تم غسل کرو، تو بہتر ہے۔“ (صحیح البخاری: 903، صحیح مسلم: 847)

⑥ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، بَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَادَاهُ عُمَرُ: آيَةُ سَاعَةٍ هَذِهِ؟ قَالَ: إِنِّي شُغِلْتُ، فَلَمْ أَتَقَلِّبْ إِلَى أَهْلِي حَتَّى سَمِعْتُ التَّائِذِينَ، فَلَمْ أَزِدْ أَنْ تَوَضَّأْتُ، فَقَالَ: وَالْوُضُوءُ أَيُّضًا، وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ.

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ مہاجرین اولین میں سے ایک صحابی مسجد میں داخل ہوئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پکارا: یہ کون سا وقت ہے؟ انہوں نے کہا: میں کام میں مصروف تھا اور گھر لوٹا ہی تھا کہ اذان سنی، صرف وضو ہی کیا اور آگیا۔ فرمایا: اور کیا بھی صرف وضو، جبکہ آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ تو غسل کا حکم فرماتے تھے۔“

(صحیح البخاری: 878، صحیح مسلم: 845)

④ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَوَضَّأَ فِيهَا وَنَعِمَتْ، وَيُجْزَى مِنَ الْفَرِيضَةِ، وَمَنْ اغْتَسَلَ، فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ».

”جو شخص وضو کرے، اس نے سنت کو لیا اور یہ سنت اچھی ہے اور اس کا فرض بھی ادا ہو گیا، لیکن جو شخص غسل کرے، تو یہ عمل زیادہ بہتر ہے۔“

(السنن الکبریٰ للبیہقی: 295/1، وسندہ حسن)

⑤ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهَا وَنَعِمَتْ، وَمَنْ اغْتَسَلَ، فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ».

”جو شخص جمعہ کے دن وضو کرتا ہے، وہ سنت پر عمل کرتا ہے اور یہ اچھی سنت ہے، لیکن جو شخص غسل کرتا ہے، اس کا عمل زیادہ اچھا ہے۔“

(مسند علی بن الجعد: 986، مسند الإمام أحمد: 11/5، 22، سنن أبي داود:

354، سنن النسائي: 1381، سنن الترمذي: 497، وسندہ صحیح)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”حسن“، جبکہ امام ابن جارود (285) اور امام ابن خزیمہ (1757) رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

حافظ نووی رحمۃ اللہ علیہ (شرح صحیح مسلم : 6/133) نے اسے ”حسن“ اور حافظ بوسیری (اتحاف : 2/268) نے اس کی سند کو ”حسن“ قرار دیا ہے۔

امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کریں، تو ”تدلیس“ کا مسئلہ رفع ہو جاتا ہے۔ جبکہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی کتاب سے بیان کرتے ہیں۔

⑨ عکرمہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں :

إِنَّ أَنَسًا مِّنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوا، فَقَالُوا: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، أَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنَّهُ أَطْهَرُ، وَخَيْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ، وَمَنْ لَّمْ يَغْتَسِلْ؛ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ، وَسَأَخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدَأَ الْغُسْلُ، كَانَ النَّاسُ مَجْهُودِينَ يَلْبَسُونَ الصُّوفَ وَيَعْمَلُونَ عَلَى ظُهُورِهِمْ، وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيْقًا مُّقَارِبَ السَّقْفِ، إِنَّمَا هُوَ عَرِيشٌ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمٍ حَارٍّ، وَغَرِقَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ الصُّوفِ، حَتَّى ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَّاحٌ، آذَى بِذَلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَلَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الرِّيحَ؛ قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ، إِذَا كَانَ هَذَا الْيَوْمَ فَاغْتَسِلُوا، وَلَيَمَسَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهِ وَطَيِّبِهِ»، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ثُمَّ جَاءَ اللَّهُ

بِالْخَيْرِ وَلَيْسُوا غَيْرَ الصُّوفِ، وَكُفُّوا الْعَمَلَ، وَوَسَّعَ مَسْجِدَهُمْ،  
وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِي كَانَ يُؤْذِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِّنَ الْعَرَقِ.

”اہل عراق میں سے کچھ لوگ آئے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہنے لگے:  
ابن عباس! کیا آپ جمعہ کے دن غسل کو واجب سمجھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا:  
نہیں، لیکن یہ زیادہ پاکیزگی کا سبب ہے اور زیادہ بہتر ہے۔ جو شخص غسل نہ  
کرے، اس پر فرض نہیں۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ غسل کیسے شروع ہوا؟ لوگ  
کام میں انتہائی مصروف تھے، اون کے کپڑے پہنے کمر پر بوجھ اٹھاتے  
تھے۔ ان کی مسجد تنگ تھی اور اس کی چھت نیچی تھی اور وہ تھا بھی چھپر۔ رسول  
اکرم ﷺ ایک سخت گرمی والے دن تشریف لائے، لوگ اون کے کپڑوں میں  
پسینے سے شرابور تھے اور ان سے پسینے کی بدبو کے بدبو کے اٹھ رہے تھے جس  
سے ایک دوسرے کو تکلیف ہو رہی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بدبو محسوس  
کی، تو فرمایا: لوگو! جب جمعہ کا دن ہو، تو غسل کر لیا کرو اور ہر شخص کے پاس جو  
تیل اور خوشبو ہو، لگا لیا کرے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اچھے دن لے آیا، لوگوں  
نے اون کی کپڑے پہننا چھوڑ دیے، ان کا کام بھی ہلکا ہو گیا، ان کی مسجد بھی وسیع  
ہو گئی اور پسینے کی وجہ سے جو ایک دوسرے کو تکلیف ہوتی تھی، وہ بھی تقریباً ختم  
ہو گئی۔“ (سنن أبي داود: 353، المعجم الكبير للطبراني: 219/11، شرح

معاني الآثار للطحاوي: 116/1، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1755) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (280/1)،

(189/4) نے ”امام بخاری کی شرط پر صحیح“ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس بارے



میں ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔ (فتح الباری: 2/362)

⑩ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مِنْ السُّنَّةِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. ”جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔“

(مسند البزار [كشف الأستار: 627]، وسنده حسن)

### ③ عیدین کا غسل :

① زاذان ابو عمر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلَ رَجُلٌ عَلِيًّا عَنِ الْغُسْلِ، قَالَ: اغْتَسِلْ كُلَّ يَوْمٍ إِنْ شِئْتَ، فَقَالَ: لَا، الْغُسْلُ الَّذِي هُوَ الْغُسْلُ، قَالَ: يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَوْمَ عَرَفَةَ، وَيَوْمَ النَّحْرِ، وَيَوْمَ الْفِطْرِ.

”ایک شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے غسل کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: چاہو تو ہر روز غسل کر لیا کرو۔ اس نے عرض کیا: نہیں، وہ غسل جو شرعی غسل ہے۔ فرمایا: جمعہ کے دن، عرفہ کے دن، قربانی کے دن اور عید الفطر کے

دن۔“ (السنن الكبرى للبيهقي: 3/278، وسنده حسن)

② نافع تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے:

إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ النَّحْرِ، قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى الْمُصَلَّى.

”سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قربانی والے دن عید گاہ جانے سے پہلے غسل

فرماتے تھے۔“ (الموطأ للإمام مالك: 1/177، وسنده صحيح)

## ④ یوم عرفہ کا غسل :

سیدنا علیؑ نے یوم عرفہ کے دن غسل کو مشروع قرار دیا ہے، جیسا کہ گزشتہ سے پیوستہ روایت میں بیان کیا جا چکا ہے۔

## ⑤ احرام باندھنے کا غسل :

سیدنا زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں :

إِنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجَرَّدَ لِإِهْلَالِهِ وَاغْتَسَلَ .  
 ”انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے احرام کے لیے کپڑے اتار کر غسل فرمایا۔“ (سنن الترمذی: 830، وسندہ حسن)

اس حدیث کو امام ابن خزمیہؒ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ (الصحيح: 2595)  
 اس کا راوی عبد اللہ بن یعقوب مدنی ”حسن الحدیث“ ہے۔  
 امام ترمذیؒ یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

وَقَدْ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْإِغْتِسَالَ عِنْدَ الْإِحْرَامِ، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ .

”اہل علم کا ایک گروہ احرام کے وقت غسل کو مستحب سمجھتا ہے۔ امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے۔“

حافظ نوویؒ لکھتے ہیں :

اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ الْغُسْلُ عِنْدَ إِرَادَةِ الْإِحْرَامِ  
 بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ أَوْ بِهِمَا، سَوَاءً كَانَ إِحْرَامُهُ مِنَ الْمِيقَاتِ

الشَّرْعِيَّ أَوْ غَيْرِهِ .

”علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حج یا عمرہ یا دونوں کا اکٹھا احرام باندھتے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔ چاہے احرام میقات شرعی سے باندھا جائے یا کسی اور جگہ سے۔“ (المجموع شرح المہذب: 212/3)

نیز حافظ ابن منذر رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ عَوَّامُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الْإِحْرَامَ بِغَيْرِ غُسْلٍ جَائِزٌ، وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ الْغُسْلَ لِلْإِحْرَامِ لَيْسَ بِوَاجِبٍ .

”اکثر اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ غسل کے بغیر احرام باندھنا جائز ہے اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ احرام کے لیے غسل فرض و واجب نہیں۔“

(المجموع شرح المہذب: 212/7)

## ⑥ مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل :

❁ نافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا دَخَلَ أَدْنَى الْحَرَمِ أَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ، ثُمَّ يَبِيتُ بِذِي طَوًى، ثُمَّ يُصَلِّي بِهِ الصُّبْحَ، وَيَغْتَسِلُ، وَيَحْدِثُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ .

”سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حرم کی حدود میں داخل ہوتے، تو تلبیہ سے رُک جاتے، پھر ذی طویٰ مقام پر رات گزارتے، پھر وہیں صبح کی نماز ادا

کرتے اور غسل کرتے۔ یہ بیان بھی کرتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔“ (صحیح البخاری: 1573، صحیح مسلم: 1259)

❁ نافع تابعی رحمہ اللہ ہی کا بیان ہے:

إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَنَا مِنْ مَكَّةَ؛ بَاتَ بِذِي طَوًى يَبْنَ الثَّيْتَيْنِ، حَتَّى يُصْبِحَ، ثُمَّ يُصَلِّي الصُّبْحَ، ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّيْتَةِ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ، وَلَا يَدْخُلُ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا، حَتَّى يَغْتَسِلَ، قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ، إِذَا دَنَا مِنْ مَكَّةَ بِذِي طَوًى، وَيَأْمُرُ مَنْ مَعَهُ، فَيَغْتَسِلُونَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلُوا.

”سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ کے قریب پہنچتے، تو ذی طویٰ میں دو گھاٹیوں کے درمیان رات گزارتے، پھر صبح کی نماز پڑھتے، پھر اس گھاٹی سے داخل ہوتے، جو مکہ کی بالائی جانب ہے۔ جب حج یا عمرہ کے لیے جا رہے ہوتے، تو مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طویٰ مقام پر غسل ضرور کرتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی حکم فرماتے اور وہ بھی مکہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کر لیتے تھے۔“ (الموطأ للإمام مالک: 324/1، وسندہ صحیح)

❁ شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ: الْإِغْتِسَالُ عِنْدَ دُخُولِ مَكَّةَ مُسْتَحَبٌّ عِنْدَ جَمِيعِ الْعُلَمَاءِ، وَلَيْسَ فِي تَرْكِهِ عِنْدَهُمْ فِدْيَةٌ، وَقَالَ أَكْثَرُهُمْ: يُجْزَى عَنْهُ الْوُضُوءُ.

”امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام اہل علم کے نزدیک مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔ اس کو ترک کرنے کی بنا پر ان کے نزدیک کوئی فدیہ لازم نہیں ہوتا اور اکثر اہل علم کے بقول اس غسل سے وضو کفایت کرتا ہے۔“ (فتح الباری: 435/3)

## ⑦ میت کو غسل دینے والے کے لیے غسل :

میت کو غسل دینے والے کے لیے بھی غسل کرنا مستحب ہے، جیسا کہ:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ» .

”جو شخص میت کو غسل دے، وہ خود بھی غسل کرے اور جو میت کو کندھا دے، وہ وضو کرے۔“

(سنن الترمذی: 933، وقال: حسن، سنن ابن ماجہ: 1463، السنن الکبریٰ

للبيهقي: 301/10، وصححه ابن حبان: 1161، وسنده حسن)

اس کے راوی سہیل بن ابی صالح کے متعلق حافظ منذری رحمہ اللہ (656ھ) لکھتے ہیں:

وَتَّقَهُ الْجُمْهُورُ . ”اسے جمہور محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔“

(الترغیب والترہیب: 110/3)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اسے ”ثقہ“ قرار دیا ہے۔ (المغنی فی الضعفاء: 1/455)

نیز فرماتے ہیں: وَتَّقَهُ نَاسٌ .

”اسے بہت سے لوگوں نے ثقہ قرار دیا ہے۔“

(الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستہ: 2/327)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

”جو شخص میت کو غسل دے، وہ خود بھی غسل کرے اور جو میت کو کندھا دے، وہ وضو کرے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 269/3، مسند الإمام أحمد : 433/2، 454، مسند

الطيالسي : 305/2، الجعديّات لأبي القاسم البغوي : 987، 986/2، وسنده حسن)

مسند طيا سی وغیرہ میں یہ الفاظ بھی ہیں:

«وَمَنْ حَمَلَ جَنَازَةً فَلْيَتَوَضَّأْ».

”جو شخص جنازے کو اٹھائے، وہ وضو کرے۔“

صالح مولی التوأمہ، یعنی صالح بن نبھان مدنی جمہور محدثین کرام کے نزدیک ”ثقة“

ہے۔ اس پر جرح اس وقت پر محمول ہے جب وہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔

امام علی بن مدینی (سؤالات محمد بن عثمان، ص : 87، 86)، امام یحییٰ بن

معین (الکامل فی ضعف الرجال لابن عدی : 56/4، وسنده حسن)، حافظ

جوزجانی (الشجرة في أحوال الرجال، ص : 144) اور امام ابن عدی (الکامل :

58/4) رحمہم اللہ کا کہنا ہے کہ ابن ابو ذئب نے صالح مولی التوأمہ سے اختلاط سے پہلے سماع

کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ (773-852ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ الثَّقَّةَ إِذَا تُمِيزَ مَا حَدَّثَ بِهِ قَبْلَ اخْتِلَاطِهِ

مِمَّا بَعْدَهُ، قِيلَ.

”محدثین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ثقہ (مختلط) راوی کی اختلاط سے پہلے بیان کی ہوئی روایات اس وقت قابل قبول ہو جاتی ہیں جب وہ بعد والی روایات سے ممتاز ہو جائیں۔“ (نتائج الأفكار: 268/2)

حافظ موصوف مذکورہ حدیث کے بارے میں خلاصہ فرماتے ہیں:

وَفِي الْجُمْلَةِ هُوَ بِكَثْرَةِ طُرُقِهِ أَسْوَأُ حَالِهِ أَنْ يَكُونَ حَسَنًا.

”الحاصل یہ حدیث اپنی بہت سی سندوں کے ساتھ کم از کم حسن ہے۔“

(التلخیص الحبیبر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر: 137/1، ح: 182)

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.

”جو شخص میت کو غسل دے، وہ خود بھی غسل کرے اور جو میت کو کندھا دے، وہ وضو کرے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 269/3، السنن الكبرى للبيهقي: 302/1، وسنده حسن)

سنن کبریٰ بیہقی میں یہ الفاظ زائد ہیں:

وَمَنْ مَشَى مَعَهَا فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يَقْضِيَ دَفْنَهَا.

”جو جنازے کے ساتھ جائے وہ اس کی تدفین مکمل ہونے تک نہ بیٹھے۔“

مذکورہ احادیث میں غسل کا حکم استحباب پر محمول ہے۔ اسی طرح میت کی چارپائی اٹھانے والے شخص پر بھی وضو واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، جیسا کہ:

حافظ خطابی رحمۃ اللہ علیہ (388ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الْفُقَهَاءِ يُوجِبُ الْإِغْتِسَالَ مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ،

وَلَا الْوُضُوءَ مِنْ حَمْلِهِ، وَيُشَبِّهُ أَنْ يَكُونَ الْأَمْرُ فِي ذَلِكَ عَلَى  
الِاسْتِحْبَابِ .

”میں فقہائے کرام میں سے کسی ایک بھی ایسے فقیہ سے واقف نہیں جو میت کو  
غسل دینے والے شخص پر غسل کو اور اسے کندھا دینے والے شخص پر وضو کو  
واجب قرار دیتا ہو۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ اس بارے میں (احادیث میں  
وارد) حکم استحباب پر محمول ہے۔“ (معالم السنن: 305/3)

یعنی اس مسئلہ میں جتنی بھی احادیث وارد ہیں، ان کے بارے میں سلف، یعنی صحابہ و  
تابعین اور ائمہ دین کا فیصلہ ہے کہ وہ ساری کی ساری استحباب پر محمول ہیں، جیسا کہ:

① سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كُنَّا نَغْسِلُ الْمَيِّتَ، فَمِنَّا مَنْ يَغْتَسِلُ، وَمِنَّا مَنْ لَا يَغْتَسِلُ .  
”ہم (صحابہ) میت کو غسل دیا کرتے تھے، بعض غسل کر لیتے تھے اور بعض نہیں  
کرتے تھے۔“ (السنن الكبرى للبيهقي: 306/1، وسنده صحيح)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس اثر کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔ (التلخیص الحبير: 137/1)

② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی فرماتے ہیں:

مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا، فَأَصَابَهُ مِنْهُ شَيْءٌ، فَلْيَغْتَسِلْ، وَإِلَّا فَلْيَتَوَضَّأْ .  
”اگر کسی شخص کو مردہ نہلاتے ہوئے اس سے کوئی گندگی لگ جائے، تو وہ غسل  
کرے، ورنہ وضو ہی کر لے۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 306/1، وسنده حسن)

③ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:



مَنْ غَسَلَ مِيتًا فَلْيَغْتَسِلْ .

”جو شخص میت کو غسل دے، وہ خود بھی غسل کر لے۔“

(أَيْضًا: 305/1، وسندہ صحیح)

✽ آپ ﷺ کا دوسرا قول بھی ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ فِي غُسْلِ مِيتِكُمْ غُسْلٌ إِذَا غَسَلْتُمُوهُ، إِنَّ مِيتَكُمْ لَمَوْءٌ مِنْ طَاهِرٍ، وَلَيْسَ بِنَجَسٍ، فَحَسْبُكُمْ أَنْ تَغْسِلُوا أَيْدِيَكُمْ .

”جب تم اپنے مردوں کو غسل دیتے ہو، تو اس سے تمہارے لیے غسل فرض نہیں ہوتا، کیونکہ تمہارا مردہ مومن اور طاهر ہوتا ہے، نجس نہیں۔ لہذا تمہارے لیے اپنے ہاتھ دھو لینا ہی کافی ہے۔“ (أَيْضًا، 306/1، وسندہ حسن)

✽ نیز فرماتے ہیں:

لَا تَنْجِسُوا مِيتَكُمْ، يَعْنِي لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ .

”اپنے مردوں کو پلید نہ سمجھو، یعنی مردے کو نہلانے والے پر غسل (فرض) نہیں ہوتا۔“ (مصنف ابن أبي شيبة: 267/3، وسندہ صحیح)

✽ نیز جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ:

هَلْ عَلَى مَنْ غَسَلَ مِيتًا غُسْلٌ؟ (کیا مردے کو غسل دینے والے پر غسل

فرض ہے؟)، تو اس پر آپ نے فرمایا:

أَنْجَسْتُمْ صَاحِبَكُمْ؟ يَكْفِي فِيهِ الْوُضُوءُ .

”کیا تم اپنے مردے کو پلید سمجھتے ہو؟ مردے کو نہلانے والے کے لیے وضو کر

لینا ہی کافی ہے۔“ (السنن الكبرى للبيهقي: 305/1، وسندہ صحیح)

④ نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

كُنَّا نَغْسِلُ الْمَيِّتَ، فَيَتَوَضَّأُ بَعْضُنَا وَيَغْتَسِلُ بَعْضٌ، ثُمَّ يَعُودُ، فَنُكْفِيهِ، ثُمَّ نُحَنِّطُهُ، وَنُصَلِّي عَلَيْهِ، وَلَا نُعِيدُ الْوُضُوءَ.  
 ”ہم میت کو غسل دیتے، پھر ہم میں سے کچھ لوگ وضو کرتے اور کچھ غسل کر لیتے تھے۔ پھر وہ لوٹتے تو ہم میت کو کفن دیتے، اسے خوشبو لگاتے اور اس کا جنازہ پڑھتے، ہم دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 307,306/1، وسنده صحيح)

⑤ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب مؤمن مردوں کو غسل دینے والے شخص پر غسل (فرض) ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ایسا نہیں ہے۔

(مصنف ابن أبي شيبة: 268/3، وسنده صحيح)

⑥ عائشہ بنت سعد بیان کرتی ہیں:

أُودِنَ سَعْدٌ بِجَنَازَةِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ بِالْبَقِيعِ، فَجَاءَ وَغَسَّلَهُ، وَكَفَّنَهُ، وَحَنَطَهُ، ثُمَّ أَتَى دَارَهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، فَأَغْتَسَلَ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي لَمْ أَغْتَسِلْ مِنْ غُسْلِهِ، وَلَوْ كَانَ نَجِسًا مَا غَسَلْتُهُ، وَلَكِنِّي اغْتَسَلْتُ مِنَ الْحَرِّ.

”سعد رضی اللہ عنہ کو سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے جنازے کی اطلاع ملی تو وہ اس وقت بقیع میں تھے۔ آپ تشریف لائے، سعید رضی اللہ عنہ کو غسل دیا، ان کو کفن دیا، خوشبو لگائی، پھر گھر گئے، ان کا جنازہ ادا کیا، پھر پانی منگوا کر غسل کیا اور فرمایا: میں نے سیدنا سعید رضی اللہ عنہ کو غسل دینے کی وجہ سے غسل نہیں کیا۔ اگر وہ نجس ہوتے

تو میں انہیں غسل ہی نہ دیتا۔ میں نے تو گرمی کی وجہ سے غسل کیا ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 268/3، وسندہ صحیح)

④ خزاعی بن زیاد کہتے ہیں:

أَوْصَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُغْفَلٍ أَنْ لَا يَحْضُرَهُ ابْنُ زِيَادٍ، وَأَنْ يَلِيَنِي  
أَصْحَابِي، فَأَرْسَلُوا إِلَى عَائِدِ بْنِ عَمْرِوٍ وَأَبِي بَرْزَةَ، وَأَنَاسٍ مِّنْ  
أَصْحَابِهِ، فَمَا زَادُوا عَلَى أَنْ كَفُّوا أَكْمَامَهُمْ، وَجَعَلُوا مَا فَضَّلَ  
عَنْ قُمْصِهِمْ فِي حُجَزِهِمْ، فَلَمَّا فَرَعُوا لَمْ يَزِيدُوا عَلَى الْوُضُوءِ .

”سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی تھی کہ ابن زیاد ان کے  
جنازے پر حاضر نہ ہو، نیز ان کے ساتھی ان کے قریب آئیں۔ سیدنا عائد بن  
عمرو، سیدنا ابو برزہ اور سیدنا ابن مغفل رضی اللہ عنہ کے دیگر ساتھیوں کی طرف پیغام  
بھیجا گیا۔ انہوں نے آکر صرف یہ کیا کہ اپنی کفیں اوپر چڑھائیں اور ان کے  
قمیصوں کا جو کچھ الٹک رہا تھا، اسے اپنے کمر بندوں میں ڈال لیا، پھر (غسل  
دینے سے) فراغت کے بعد صرف وضو کر لیا۔“ (ایضاً، وسندہ صحیح)

⑤ ابو قلابہ تابعی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ إِذَا غَسَلَ مَيِّتًا، اغْتَسَلَ .

”جب وہ میت کو غسل دیتے تو خود بھی غسل کرتے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 268/3، وسندہ صحیح)

⑥ امام ابراہیم نخعی تابعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

كَانُوا يَقُولُونَ: إِنْ كَانَ صَاحِبُكُمْ نَجِسًا، فَاعْتَسلُوا مِنْهُ .

”لوگ (صحابہ کرام) کہا کرتے تھے کہ اگر تمہارا مردہ نجس ہے تو پھر اسے غسل دینے کی وجہ سے غسل کر لو۔“ (أَيْضًا، وسندہ صحیح)

⑩ یونس بن عبید کہتے ہیں:

كَانَ الْحَسَنُ لَا يَرَى عَلَى الَّذِي يُغَسِّلُ الْمَيِّتَ غُسْلًا .

”امام حسن بصری تابعی رحمہ اللہ میت کو غسل دینے والے پر غسل کو (فرض) خیال نہیں کرتے تھے۔“ (المطالب العالیة لابن حجر: 481، وسندہ صحیح)

⑪ امام سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی رائے یہ تھی:

إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَغْتَسِلَ مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا، وَيَتَوَضَّأُ مَنْ نَزَلَ فِي حُفْرَتِهِ حِينَ يُدْفَنُ، وَلَا وُضُوءَ عَلَى أَحَدٍ مِّنْ غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّنْ صَلَّى عَلَيْهِ، وَلَا مِمَّنْ حَمَلَ جَنَازَتَهُ، وَلَا مِمَّنْ مَشَى مَعَهَا .

”میت کو غسل دینے والے کے لیے غسل کرنا اور دفن کے وقت قبر میں اترنے والے کے لیے وضو کرنا مسنون ہے۔ جنازہ پڑھنے والے، کندھا دینے والے اور جنازے کے ساتھ چلنے والے، کسی پر وضو (واجب) نہیں۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 303/1، وسندہ صحیح)

⑫ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ (209-279ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الَّذِي يُغَسِّلُ الْمَيِّتَ، فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ: إِذَا غَسَلَ مَيِّتًا؛ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَيْهِ الْوُضُوءُ، وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: أَسْتَحِبُّ الْغُسْلَ مِنَ غُسْلِ الْمَيِّتِ، وَلَا

أَرَى ذَلِكَ وَاجِبًا، وَهَكَذَا قَالَ الشَّافِعِيُّ، وَقَالَ أَحْمَدُ: مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا أَرْجُو أَنْ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ، وَأَمَّا الْوُضُوءُ، فَأَقْلُ مَا قِيلَ فِيهِ، وَقَالَ إِسْحَاقُ: لَا بُدَّ مِنَ الْوُضُوءِ، وَقَدْ رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَغْتَسِلُ وَلَا يَتَوَضَّأُ مَنْ غَسَلَ الْمَيِّتَ.

”مردے کو نہلانے والے (پر غسل) کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ صحابہ کرام وغیرہ پر مشتمل بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ جب کوئی میت کو غسل دے تو اس پر بھی غسل ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس پر وضو ہے۔ امام مالک بن انس فرماتے ہیں کہ میں مردے کو نہلانے والے کے لیے غسل کو مستحب سمجھتا ہوں، واجب نہیں۔ امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ میرے خیال میں میت کو غسل دینے والے پر غسل فرض نہیں، البتہ اسے کم از کم وضو کا کہا گیا ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں: اس کے لیے وضو ضروری ہے، جبکہ امام عبد اللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ اسے نہ غسل کرنے کی ضرورت ہے نہ وضو کرنے کی۔“ (سنن الترمذی، تحت الحديث: 993)

## ⑧ دو مجامعتوں کے درمیان غسل :

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى نِسَائِهِ، يَغْتَسِلُ عِنْدَ هَذِهِ وَعِنْدَ هَذِهِ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا تَجْعَلُهُ غُسْلًا وَاحِدًا؟ قَالَ: «هَذَا أَرْكِي وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ».

”نبی اکرم ﷺ نے ایک دن اپنی ازواجِ مطہرات کے پاس گئے۔ سب کے پاس آپ ﷺ نے غسل فرمایا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے ایک ہی دفعہ غسل کیوں نہیں کر لیا؟ فرمایا: ہر دفعہ غسل کرنا زیادہ پاکیزگی اور زیادہ طہارت کا سبب ہے۔“

(سنن أبي داود: 219، سنن ابن ماجه: 590، وسنده حسن)

اس حدیث کی راویہ سلمیٰ کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات: 184/3) نے ”ثقة“ کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (مستدرک: 311/2) نے اس کی ایک حدیث کو ”صحیح“ قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ لہذا اس کی حدیث کم از کم ”حسن“ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَقَدْ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ الْغُسْلَ بَيْنَهُمَا لَا يَجِبُ .

”اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ دو دفعہ مجامعت کے درمیان غسل کرنا فرض نہیں۔“ (فتح الباری: 376/1)

## ⑨ مستحاضہ کے لیے غسل :

مستحاضہ کے لئے انقطاع حیض کے بعد غسل کرنا فرض ہے۔ اس غسل کے علاوہ اس پر کوئی غسل ضروری نہیں، البتہ:

## ہر نماز کے لیے غسل :

اس کے لیے ہر نماز کے لئے غسل کرنا مشروع و مستحب ہے، جیسا کہ:

❀ ام المؤمنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

عَوْفٍ، وَأَنَّهَا اسْتَحِيضَتْ لَا تَطْهَرُ، فَذَكَرَ شَأْنَهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، وَلَكِنَّهَا رَكْضَةٌ مِنَ الرَّحِمِ، فَلْتَنْظُرْ قَدْرَ قُرْنِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ لَهَا، فَلْتَتْرِكِ الصَّلَاةَ، ثُمَّ تَنْظُرْ مَا بَعْدَ ذَلِكَ، فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

”سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ ام حبیبہ بنت جحش استحاضہ میں مبتلا رہتی تھیں اور پاک نہیں ہوتی تھیں۔ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ حیض کا خون نہیں بلکہ رحم کی ایک رگ کا خون ہے۔ وہ استحاضہ شروع ہونے سے پہلے والے حیض کے دنوں کو شمار کر کے ان میں نماز چھوڑ دیں، اگر اس کے بعد بھی خون دیکھیں، تو ہر نماز کے لئے غسل کر لیں۔“

(سنن النسائي: 209، مسند الإمام أحمد: 128/6، شرح معاني الآثار للطحاوي:

198/1، السنن الكبرى للبيهقي: 349/1، وسنده صحيح)

صحیح بخاری (327) صحیح مسلم (63/334) میں ہے:

فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

”وہ ہر نماز کے لئے غسل کرتی تھیں۔“

**دونمازوں کے لیے ایک غسل :**

استحاضہ ظہر و عصر کے لئے ایک، مغرب و عشا کے لئے ایک اور فجر کے لئے ایک

غسل کر سکتی ہے۔ اس مستحب غسل کی صورت میں وہ جمع صوری کرے گی۔ اس طرح کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں ادا کرے گی اور جونہی ظہر کا وقت ختم ہوگا اور عصر کا وقت شروع ہوگا، وہ نماز عصر ادا کر لے گی۔ حقیقتاً ہر نماز اپنے اپنے وقت میں ادا ہوگی، جبکہ صورتاً دونوں جمع ہو جائیں گی۔ اسی طرح مغرب و عشا کی نمازوں کو ادا کرے گی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کا بیان ہے:

أُسْتَحْيِصَتْ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرْتُ أَنْ تُعَجَّلَ الْعَصْرَ وَتُؤَخَّرَ الظُّهْرُ، وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا، وَأَنْ تُؤَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجَّلَ الْعِشَاءُ، وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا، وَتَغْتَسِلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ غُسْلًا.

”عہد رسالت میں ایک عورت کو استحاضہ کا خون آیا، اسے یہ حکم دیا گیا کہ عصر کی نماز کو مقدم اور نماز ظہر کو مؤخر کر کے ان دونوں کے لئے ایک ہی غسل کر لے، نماز مغرب کو مؤخر اور نماز عشا کو مقدم کر کے ان دونوں کے لئے ایک غسل کر لے اور نماز فجر کے لئے ایک غسل کر لے۔“

(سنن أبي داود: 294، سنن النسائي: 214، وسنده صحيح)

بغیر غسل کے نماز ادا کرنا بھی جائز ہے۔ البتہ غسل کر لینا مشروع اور مستحب ہے۔

## ⑩ مشرك کو دفن کرنے والے کے لیے غسل :

خليفة راشد، سيدنا علي بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا تُوْفِّيَ أَبِي؛ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ : إِنَّ عَمَّكَ قَدْ تُوْفِّيَ، قَالَ : «أَذْهَبَ فَوَارِمٌ»، قُلْتُ : إِنَّهُ مَاتَ مُشْرِكًا،



قَالَ: «اَذْهَبْ فَوَارِهِ، وَلَا تُحَدِّثَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنِي»، فَفَعَلْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَغْتَسِلَ.

”جب میرے والد کی وفات ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ کے چچا وفات پا گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جائیے اور انہیں دفن کیجیے۔ میں نے عرض کیا: وہ تو شرک کی حالت میں فوت ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: جائیے اور انہیں دفن کیجیے لیکن میرے پاس واپس آنے تک کوئی اور کام نہ کیجیے۔ میں فارغ ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے مجھے غسل کا حکم فرمایا۔“

(مسند أبي داود الطيالسي، ص: 19، ح: 120، وسنده حسن متصل)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

إِنَّ عَمَّكَ قَدْ مَاتَ، أَوْ أَبِي قَدْ مَاتَ، قَالَ: «اَذْهَبْ فَوَارِهِ»، قُلْتُ: إِنَّهُ مَاتَ مُشْرِكًا، قَالَ: «اَذْهَبْ فَوَارِهِ»، فَوَارَيْتُهُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، قَالَ: «اَذْهَبْ فَاغْتَسِلْ».

”میں نے عرض کیا: آپ کے چچا یا میرے والد فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جائیے اور انہیں دفن کر دیجیے۔ میں نے عرض کیا: وہ تو شرک کی حالت میں فوت ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جائیے اور انہیں دفن کیجیے۔ میں نے انہیں دفن کیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جا کر غسل کر لیجیے۔“ (مسند الإمام أحمد: 97/1، سنن أبي داود:

3214، سنن النسائي: 190، 2008، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (کما فی الإصابة لابن حجر : 114/7) اور امام ابن جارود (550) رحمہ اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

## ⑪ غشی کے بعد غسل :

عبداللہ بن عتبہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ : أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَتْ : بَلَى ، ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : «أَصَلَّى النَّاسُ ؟» قُلْنَا : لَا ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ ، قَالَ : «ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ» ، قَالَتْ : فَفَعَلْنَا ، فَاغْتَسَلَ ...

”میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا : کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں نہیں بتائیں گی؟ انہوں نے فرمایا : کیوں نہیں۔ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے، تو استفسار فرمایا : کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا : نہیں، وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ فرمایا : میرے لیے برتن میں پانی ڈال لے۔ ہم نے ایسا کیا، تو آپ ﷺ نے غسل فرمایا۔ تین دفعہ اسی طرح ہوا۔۔۔“ (صحیح البخاری : 687، صحیح مسلم : 418)

اس سے ثابت ہوا کہ غشی کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔

## مباح غسل :

مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ باقی غسل کی باقی تمام صورتیں مباح اور جائز ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اسلامی احکام کے مطابق طہارت و نظافت کا پورا خیال رکھے۔

